اِبْرَاهِيْم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام، اللہ کے مقدس رسول اور ہمارے نبی خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد اور بجز آپ کے تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بحالت تشہد نماز میں درود کے وقت آپ کا بھی نام لینے کا حکم دیا گیا۔ حدیث معراج میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں آسمان پر آپ کو اس حال میں پایا تھا کہ بیت المعمور سے آپ اپنی پشت کا تکیہ کئے ہوئے تھے۔[1] آپ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح فرماتے ہوئے کیا تھا۔[2] صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائیگا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔[3] صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو یا خیر البریۃ سے خطاب کیا تو آپ نے فرمایا وہ ابراہیمؑ تھے۔ شفاعت کی طویل حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جب تمام لوگ اکٹھے ہو کر حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام کے بعد حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت کرانے کے لئے درخواست کرینگے تو آپ فرمائیں گے کہ اس کام کے لئے میں نہیں، تم موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔ یہ حدیث صحیحین میں مذکور ہے۔[4] آپ کی ولادت باسعادت ملک بابل کے شہر اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل ہوئی۔ عام مورخین کے بیان کے مطابق آپ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضرت سام بن نوح سے ملتا ہے لیکن ان کا بیان قیاس و تخمین سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سلسلۂ نسب کے بارے میں اس یقین کے باوجود کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں عدنان سے اوپر کے سلسلہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کذب النسابون (نسب بیان کرنیوالے ناموں کی تعیین میں غلط بیانی سے کام لیا ہے) جب حضرت ابراہیم سے نیچے کے متعلق یہ حال ہے تو اوپر کے سلسلہ کے متعلق کیا کہ

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسرا۔ [2] صحیح بخاری باب المعراج۔ [3] ایضاً کتاب الانبیا باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا۔ [4] مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ۔

جاسکتا ہے حلیہ مبارکہ کے متعلق حدیث صحیح میں وارد ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اما ابراھیم
فانظروا الی صاحبکم[1] (اگر ابراہیمؑ کو دیکھنا چاہو تو اپنے
صاحب (یعنی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھو)
حضرت ابراہیمؑ کی قوم بت پرستی کے ساتھ ساتھ کواکب
پرستی بھی کرتی تھی آپ نے بعثت کے بعد سب سے
پہلے اپنے باپ آزر کو حق کی تبلیغ کی پھر اپنی قوم کو سمجھایا
پھر بادشاہِ وقت نمرود سے مناظرہ کیا اور توحید کے
دلائل بیان کرکے اس کو ششدر کردیا۔ مگر بدبختوں نے
ایک نہ سنی اور سوائے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ
رضی اللہ عنہا اور آپ کے پیارے بھتیجے حضرت لوطؑ کے
اور کوئی ایمان نہیں لایا۔ قوم نے ہر طرح آپ کو ستانے
اور آپ کی ایذا رسانی پر کمر باندھی یہاں تک کہ ظالموں نے
آپ کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈالدیا لیکن اللہ تعالیٰ نے
کافروں کو ذلیل کرکے آگ کو آپ کے لئے بردو سلام
کردیا۔ مسند ابی یعلیٰ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مرفوعاً مروی ہے کہ جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ
کی زبانِ مبارک پر یہ الفاظ تھے اللھم انک فی السماء
واحد وانا فی الارض واحد اعبدک (اے اللہ بلاشبہ
تو آسمان میں واحد ہے اور میں زمین میں تیرا اکیلا پرستار ہوں)[2]
آخر حضرتؑ نے تنگ آکر وہاں سے ہجرت کی اور فرات
کے غربی کنارہ کے قریب ایک بستی میں تشریف لے گئے
کچھ دنوں کے بعد یہاں سے حران، حران سے فلسطین
اور فلسطین سے نابلس غرض اسی طرح تبلیغ کرتے کرتے
مصر پہنچے۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اور حضرت لوط
علیہ السلام سفر میں ہمرکاب تھے۔ یہاں شاہِ مصر نے اپنی
بیٹی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی زوجیت میں دیا
اب آپ نے اللہ تعالیٰ سے فرزند کے متعلق دعا مانگی اور
حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت اسماعیل
علیہ السلام تولد ہوئے اس پر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا
کو رشک ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہؓ اور
حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے کر جہاں آج
خانہ کعبہ ہے وہاں تشریف لائے اور اس جگہ ایک بڑے
درخت کے نیچے زمزم کے موجودہ مقام سے بالائی حصہ

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیا باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا وکتاب اللباس باب الجعد، وصحیح مسلم کتاب الایمان
[2] البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۱ ص ۱۴۶ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

ان کو چھوڑ گئے اور گو خود فلسطین میں مقیم رہے مگر برابر مکہ میں
حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام
کو دیکھنے آتے رہتے تھے۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے
خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ آپ نے حضرت اسماعیل
علیہ السلام سے تذکرہ کیا اور دونوں باپ بیٹوں کے مقدس
ہاتھوں سے بیت اللہ کی تعمیر ہوئی۔ جب حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی عمر ۸۰ سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ختنہ
کا حکم دیا۔ حضرت نے اس کی تعمیل کی۔ جب آپ کی عمر
سو سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہؓ کے بطن
سے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی
حضرت ابراہیمؑ کی وفات ۱۷۵ سال کی عمر میں واقع ہوئی
اور مدینۃ الخلیل میں تدفین عمل میں آئی آپ کی پیغمبرانہ
سیرت کا تذکرہ قرآنِ عظیم میں جابجا نہایت تفصیل سے
مذکور ہے۔ آپ کا شمار انبیاء اولوالعزم میں ہے یہود و نصاریٰ
اور مسلمان سب آپ کو پیغمبر اور مقتدا مانتے ہیں[۱]

اَبْرَحُ۔ میں پھروں گا، پھرتا ہوں (سَمِعَ) بَرْحٌ سے
جس کے معنی کسی جگہ سے ہٹنے اور پلٹنے کے ہیں مضارع کا
صیغہ واحد متکلم۔

اَبْرَصَ۔ کوڑھی۔ برص ایک مشہور مرض ہے

اَبْرَمُوْا۔ انھوں نے مضبوط ارادہ کیا۔ اِبْرَامٌ سے جس کے
معنی کسی کام کے مضبوط کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ
جمع مذکر غائب۔

اُبْرِئُ میں اچھا کر دیتا ہوں۔ اِبْرَاءٌ سے جس کے معنی ہر
بری چیز مرض وغیرہ سے بری کرنے اور نجات دلانے کے
ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے

اُبَرِّئُ۔ میں بری کرتا ہوں یا کروں گا۔ تَبْرِئَۃٌ سے جس کے
معنی بری کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم

اُبْسِلُوْا۔ گرفتار کئے گئے۔ اِبْسَالٌ سے۔ جس کے معنی بغلبہ
و قہر گرفتار کرنے اور محروم کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا
صیغہ جمع مذکر غائب۔

اَبْشِرُوْا۔ تم کو خوش خبری ہو۔ اِبْشَارٌ سے جس کے معنی
بشارت پانے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَبْصَار۔ آنکھیں اور بینائیاں۔ بصر کی جمع ہے۔ بصر
آنکھ اور بینائی دونوں کو کہتے ہیں اور بینائی بھی آنکھ کی ہو
یا دل کی دونوں کو بصر کہا جا سکتا ہے

[۱] تفصیل کے لئے دیکھو "قصص القرآن" مطبوعہ ندوۃ المصنفین